شریعت اسلامیہ اور طبی غلطی سے بچنے کی تدابیر

Medical Error- Precautionary Methods in Sharī'ah

* ڈاکٹر حافظ عزیز الرحمن

Abstract

Advancements and innovations in the area of bio-medical research have made it possible to cure longstanding medical problems through effective medication and surgical interventions. Humanity has substantially benefited from such advancements. However, concerns have been raised about the medical malpractices and medical errors which occur throughout the process of contemporary medical practice. Regulatory frameworks and laws have now been tightened up almost everywhere in the world to address this downside of medical practices. This article aims at highlighting the Shariah approach regarding precautionary measures which are usually suggested to mitigate the problem of medical error..

Keywords: Medical error; Precautionary measures, Medical Ethics in Islam, Medical Negligence and Islam

شریعت اسلامیہ کے امتیازی اوصاف میں یہ بات شامل ہے کہ جس کام سے منع کیا جائے اس سے بچنا کیسے ممکن ہے اور اس کا شرعی متبادل کیا ہے؟ کے بارے میں ضروری اور بنیادی رہنمائی ضرور فراہم کی جاتی ہیں۔ کیونکہ اگر یہ نہ بتایا جائے تو لوگ مشکل میں مبتلا ہو جائیں۔ یہی بات امام ابن قیمؒ نے کہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ "کسی مفتی کے فقیہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب اس سے کوئی سوال پوچھا جائے اور وہ اس سے منع کر دے تو اسے چاہیے کہ اس کا متبادل بھی بتائے ----اس کی مثال یوں ہی ہے جیسے کوئی ڈاکٹر جب کسی مریض کے لیے کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے تو وہ اسے نقصان دہ چیزوں کے بارے میں بھی بتاتا ہے"[1]۔ چنانچہ طبی شعبے میں نت نئے مسائل اور علاج پائے جانے کے ساتھ ساتھ مختلف اسباب کی وجہ سے جو غلطیاں میڈیکل ڈاکٹرز سے ہو جاتی ہیں اور نتیجۃً مریض کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کبھی کبھی تو وہ غلطی مریض کی جان بھی لے لیتی ہے۔ تو ایسی حالت میں کونسی ایسی تدابیر اپنائی جائیں کہ میڈیکل ڈاکٹرز سے غلطیوں کا امکان حتی الوسع کم از کم ہو تاکہ مریض کو نقصان نہ پہنچ سکے، اس بحث میں انہی تدابیر کو بیان کرنا مقصود ہے جن کو اپنا کر میڈیکل ڈاکٹرز غلطیوں سے بچ سکتے ہیں، چنانچہ اس بحث کو مندرجہ ذیل عناصر کے ذریعے بیان کیا جائے گا:

1. طبی غلطی کے بنیادی عناصر
2. طبی غلطی کے اسباب
3. طبی غلطی سے بچنے کی بنیادی تدابیر

*اسسٹنٹ پروفیسر کلیہ شریعہ والقانون، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔

1۔ طبی غلطی کے بنیادی عناصر

لغوی اور اصطلاحی تعریف:

کسی کام کے درست انداز میں نہ ہونے کا نام غلطی ہے، اور غلطی کو عربی زبان میں خطا کہتے ہیں جس کی جمع (Plural) اخطاء آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ایسا کام جو پختہ عزم اور ارادے کے ساتھ نہ کیا جائے اسے غلطی کا نام دیا ہے[2]، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ''[3]

اور اصطلاحی معنی میں غلطی کا مفہوم یہ ہے کہ:

'' كل ما وقع من فاعله من غير قصد ولا إرادة فهو خطأ ''[4]

''ہر وہ کام جو کرنے والے کے قصد و ارادے کے بغیر واقع ہو اس کو خطا کہتے ہیں''۔

یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ:

'' ان يصدر منه الفعل بغير قصد''[5]

''کہ اس سے کوئی کام بغیر ارادے کے صادر ہو جائے''

چنانچہ مختصر انداز میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ کام کرنے والے کا پختہ عزم اور ارادہ مفقود ہو اور اس کے کام سے نقصان واقع ہو تو اسے غلطی کہا جائے گا۔

طب کے شعبہ میں غلطی کا مفہوم (Medical Error)

چونکہ علم طب ایک خاص شعبہ ہے جس کے اندر غلطی کا معنی سمجھنا بہت ضروری ہے تاکہ یہ بات واضح ہو سکے کہ میڈیکل ڈاکٹرز کس قسم کی غلطی کے ذمہ دار ہوں گے۔ چنانچہ ایک تعریف یوں کی گئی ہے کہ:

'' الذي يؤدي ثبوته إلى انعقاد مسؤولية الطبيب ''[6]

''ایسی غلطی جس کا اثبات میڈیکل ڈاکٹر کو ذمہ دار قرار دے''

اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

''وقد أجمعوا أن الخطأ ما لم يقصده الفاعل ولم يرده وأراد غيره وفعل الخاتن والطبيب في هذا المعنى''[7]

''فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خطا سے مراد ایسا کام ہے جو کرنے والے کے ارادے کے بغیر کسی اور کے ارادے سے ہو، اور میڈیکل ڈاکٹر اور طبیب کی غلطی اسی معنی میں شامل ہے''۔

ان تعریفات کو مد نظر رکھتے ہوئے یوں کہا جا سکتا ہے کہ علم طب کو حاصل کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ایک واجب کفائی علم ہے جس میں میڈیکل ڈاکٹر اپنی استطاعت کے مطابق طبی امور کو مد نظر رکھتے ہوئے مریض کی شفا کی امید رکھتے ہوئے علاج معالجہ کرتا ہے۔ چنانچہ کبھی یہ علاج ناکام بھی ہو جاتا ہے تاہم ہر ایسے ناکام علاج کو غلطی نہیں کہا جا سکتا۔ لہذا اس کی مناسب تعریف یوں محسوس ہوتی ہے جیسا کہ ڈاکٹر اشرف جابر رقمطراز ہیں کہ:

"الخطأ الذي يصدر عن شخص يتمتع بصفة الطبيب أو بمناسبة ممارسة للأعمال الطبية لا يصدر عن طبيب يقظ وجد في نفس ظروف الطبيب المسؤول أو أنه إخلال الطبيب بالتزاماته في مواجهة مريضه ، والذي يتمثل في مخالفة المعطيات والأصول الطبية "[8]

"میڈیکل ڈاکٹر سے دوران علاج ایسی غلطی ہو جائے جو ان جیسے حالات واقعات میں اور علاج میں اس جیسے کسی دوسرے میڈیکل ڈاکٹر سے نہ ہو یا وہ ڈاکٹر واضح طور پر بنیادی طبی امور کی خلاف ورزی کرے"۔

2- طبی غلطی کے اسباب:

میڈیکل ڈاکٹرز کس وجہ سے ایک مقررہ معیار سے نکل جاتے ہیں یا ان سے کس وجہ سے غلطی ہوتی ہے اس کے مختلف اسباب ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

علم طب سے جہالت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عام آدمی علم طب کا علم حاصل کیے بغیر ہی کسی مریض کا علاج کرنا شروع کر دے جس سے اس مریض کو نقصان پہنچے۔ اس میں کلی طور پر جاہل بھی شامل ہے جیسا کہ اس میں وہ ڈاکٹر بھی شامل ہے جو کسی ایک خاص شعبے میں مہارت رکھتا ہو مگر اسے چھوڑ کر کسی دوسرے شعبے میں کرے۔ اور ایسے آدمی کو عام اصطلاح میں نیم حکیم کہا جاتا ہے۔

۲۔ جان بوجھ کر غلطی کرنا:

میڈیکل ڈاکٹر کا جان بوجھ کر کسی وجہ سے مریض کو نقصان پہنچانا، مرض کی تشخیص میں یا دوائی تجویز کرنے میں، وغیرہ ایسی غلطی کو عمدی غلطی کہتے ہیں [9]۔

۳۔ طبی قطعی اصولوں میں دوران علاج خلل کا واقع ہونا:

ان سے وہ اصل مراد ہیں جو کہ علم میں قطعی طور پر مقرر ہو چکے ہیں، چنانچہ وہ دو طرح کے علوم سے تعلق رکھتے ہیں، ایک تو وہ طبی علوم ہیں جو قطعی اور عمومی حیثیت رکھتے ہیں، جیسے انسان کو مسلسل کتنی مقدار میں ہوا کی ضرورت رہتی ہے، مسلسل بہنے والا خون موت کا سبب بن سکتا ہے وغیرہ، اور دوسرے وہ علوم جو نئے ہیں اور روز مرہ کے نئے نئے تجربات کے نتیجے میں ظاہر ہوتے ہیں، اور ان کا کسی رجسٹرڈ طبی کمیٹی کی طرف سے شائع ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ اور جن لوگوں نے ان کی ممارست کی ہے وہ ان کے مفید ہونے کی گواہی دیں [10]۔ ان اصولوں میں خلل کی وجہ سے ہونے والی غلطی کو فنی اور مہنی غلطی کہا جاتا ہے۔

3- طبی غلطی سے بچنے کی بنیادی تدابیر (Precautionary Measurements):

موجودہ دور میں ہونے والی ترقی سے پہلے شروع شروع میں جب میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں اتنی ترقی نہیں ہوئی تھی، ہسپتال کا نظام اس طرح کا نہیں تھا، اور نہ ہی طبی تعلیم کے لیے ٹیچنگ ہسپتال تھے تو اس وقت لوگ انفرادی طور پر علم طب حاصل کرنے کے لیے رخت سفر باندھتے تھے اور طب کے علم سے واقفیت حاصل کرتے تھے، نتیجۃً وہ اپنے طبی علم کی پریکٹس میں ہونے والی تمام غلطیوں کے نقصانات کے خود ذمہ دار ٹھہرتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ یہ کہ جس ادارے میں کام کرتے اسکا ذمہ دار اور مالک اپنے سٹاف کی نگہبانی کرتا اور مختلف انداز میں اپنے سٹاف کا امتحان کرتا رہتا تاکہ ان کی تعلیمی قابلیت اور تطبیقی پہلو واضح ہوتے رہیں اور ان کی ترقی

اور درجہ بندی کا بھی مناسب اہتمام ہوتا رہے۔ لیکن جب سے حکومتوں اور سٹیٹ (States)، نے ہسپتال بنائے، طلبہ کی داخلے سے فراغت اور پھر ملازمت دینے کی ذمہ داری لی، اس وقت سے میڈیکل سٹاف کے ساتھ ساتھ ان اداروں اور حکومتوں پر بھی ان غلطیوں کا بوجھ غیر مباشر (Indirect) طور پر عائد ہوتا ہے۔ چنانچہ کئی ایسی تدابیر (Precautionary Measurements)، حکومتوں اور ان اداروں نے مقرر کی ہیں جن کو ملحوظ خاطر رکھنے سے عمومی طور پر میڈیکل سٹاف ان غلطیوں سے بچ سکتا ہے اور نتیجتاً مریض کسی بھی قسم کے نقصان سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ان تدابیر میں ابتدائی طور پر یہ بات شامل ہے کہ طبی تعلیم کو دوران طلبہ کی اچھی طرح نگہبانی کی جائے، تعلیم کا صحیح بندوبست ایک مقرر شدہ سٹینڈرڈ کے مطابق کیا جائے، اور ہر تخصص (Specialization) , کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام آلات کا انتظام کیا جائے، اور پھر امتحانات کے ذریعے ان طلبہ کی ایک مناسب اور مقرر شدہ طریقے کے مطابق جانچ پڑتال کی جائے , اور صرف ان طلبہ کو میڈیکل شعبے (Medical Profession) میں مہارت کی ڈگری سے نوازا جائے جن میں میڈیکل شعبے میں اپنے تخصص اور طبی قواعد و قوانین کے مطابق ذمہ داری ادا کرنے کی اہلیت پائی جائے۔ کیونکہ اس شعبے کا مباشرۃً انسانی بدن اور جان سے تعلق ہے جن کی حفاظت شرعی مقاصد میں شامل ہے۔ اور یہاں یہ بات یاد رہے کہ اولوا الامر کی ذمہ داری میں یہ بات شامل ہے کہ رعایا پر ان کی حکومتی پالیسیز کی بنیاد مصلحت عامہ (Public Interest/Common Purpose)، پر ہوتی ہے , جیسا کہ امام الماوردی کا قول ہے:

"من واجبات الحاكم في اختيار خلفائه في الامور بأن يكونوا من أهل الكفاية فيها والأمانة عليها" [11]

"کہ حاکم کی ذمہ داریوں میں ایک یہ ذمہ داری ہے کہ حکومتی کاموں کی ادائی کے لیے ایسے لوگوں کو چنے جو ان کاموں کے علوم سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ دیانتدار ہوں"۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة" [12]

"جب کوئی کام کسی غیر اہل کے سپرد کر دیا جائے تو پھر قیامت کا انتظار کرنا"

اور امام الحرمین جوینیؒ کا کہنا ہے: [13] (کسی کام کو اہلیت رکھنے والے آدمی کی موجودگی میں کسی مفضول کے سپرد کرنا حرام ہے)۔ اور ڈاکٹر رفیق یونس مصری کا کہنا ہے:

"ملازمین کی تعیناتی کے لیے اسلام میں معیار یہ ہے کہ وہ تجربے، امانتداری جیسی صفات سے متصف ہوں، چنانچہ سب سے زیادہ مناسب کی تعیناتی ضروری ہے کیونکہ یہ امانت ہے اور اس کی مخالفت خیانت ہے" [14]۔

چنانچہ طب کے شعبے میں پالیسیز کا مصلحت عامہ کا ہونا یہی ہے کہ ایسے قوانین اور تدابیر اپنائی جائیں جن سے انسانی جانوں کی حفاظت کا سامان موجود ہو۔

مندرجہ ذیل تدابیر کو اختیار کر کے میڈیکل شعبے میں صحیح ذمہ داری سرانجام دی جا سکتی ہے۔:

نمبر 1- علمی تدابیر:

علمی تدبیر کے حوالے سے سب سے پہلا اسلامی قانون یہ ہے کسی بھی مسلمان بلکہ ہر عاقل سمجھدار آدمی کے لیے کوئی بھی کام تب تک کرنا منع ہے جب تک اس کی ادائی اور اس پر مرتب ہونے والے نتائج کے بارے میں معلومات حاصل نہ کرلے، کیونکہ جہالت اور ناعاقبت اندیشی عموما نقصانات اور خطرناک نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

'' وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ'' [15]

''اور نہ کہیے کوئی ایسی بات جس کا آپ کو علم نہیں ہے''۔

اور اسلامی فقہ میں بھی ہر اس آدمی پر اپنے کام کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کا خمیازہ بھگتنا ضروری ہے جس نے اس کام کو اچھی طرح ادا نہ کیا ہو (علم اور نتائج کو نہ جانتے ہوئے کوئی کام کرنا)[16]۔ لہذا جو بھی کسی کام کی ادائی کا ذمہ دار بنے تو اسے چاہیے کہ اس کے بارے میں نظریات اور تطبیق (Theory & Practice)، کی مکمل معلومات حاصل کیے بغیر اس سے اجتناب کرے۔ اور میڈیکل آفیسر کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ شرعی مقاصد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور اسکے لئے صرف طبی علم حاصل کرنا ضروری نہیں بلکہ صحت ، مرض، مرض کی خاص نوعیت سے متعلقہ احکام (Precautions, Surgery, Ambulance, Blood required etc)،کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ علمی تدابیر میں مندرجہ ذیل علوم کا حاصل کرنا ضروری ہے:

ا۔ طبی علوم:

میڈیکل شعبے (Medical Profession) میں انفرادی طور پر یا ٹیم ورک (Team Work)، کی حیثیت سے، میڈیکل آفیسر یا اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ طبی علوم کو باقاعدہ رجسٹرڈ تعلیمی ادارے (Recognized Health Institutions) سے حاصل کیا جائے[17]۔ میڈیکل شعبے میں کام کرنے کے لیے یہ بنیادی شرط کی حیثیت کی حامل تدبیر ہے۔ اس کے بغیر کسی کو اس شعبے میں کام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اس طبی شعبے (Medical Profession)، کے دو پہلو ہیں[18] جن کا علم حاصل کرنا علمی تدابیر اختیار کرنے کے زمرے میں آتا ہے:

1. **علمی و نظری پہلو (Theoretical Aspect)**

میڈیکل شعبے میں نظری پہلو (Theoretical Aspect)، مندرجہ ذیل دو قسم کے علوم کو شامل ہے جنکا حصول ضروری ہے:

- **عام قطعی علوم: اور یہ دو طرح کے ہوتے ہیں:**

- اس سے یہ مراد ہے کہ علم طب میں جن علوم کا جاننا ضروری ہے، جن کے بغیر علم طب کی الف، با سے بھی واقفیت نہ ہو سکے ایسے علوم کا جاننا ضروری ہے۔ جیسے انسانی بدن کا اعضا کے کام (Functions)، انسانی بدن کو زندہ رہنے کے لیے مطلوبہ پانی اور ہوا (Oxygen)، کی مقدار کا علم، بہنے والا خون انسانی موت کا سبب ہے وغیرہ۔

- اسی طرح وہ علوم جو کسی خاص علاج سے تعلق رکھتے ہیں، مثلا جسم میں آپریشن کرتے وقت آلہ کس طرح رکھنا ہے؟ آپریشن کے دوران بہنے والے خون کو کیسے صاف کرنا ہے؟ کس عمر کے کس مرض کے مریض کو آپریشن سے پہلے بے ہوش کرنے کے لیے کتنی مقدار میں بے ہوش کرنے والی دوائی دینی ہے؟ وغیرہ۔

- **خاص اور جدید علوم**

کسی بھی علم کے بارے میں نظریات کو یاد کر لینے کا مطلب اس کا ماہر ہونا نہیں کہلاتا، بلکہ جب تک اس کی تطبیق (Practice) نہ کر لے اور کامیاب نہ ہو تب تک اسے کامیاب یا ماہر (Expert) نہیں کہا جا سکتا، اور یہی حال علم طب کا ہے۔ اور عملی و تطبیقی علوم کا مطلب یہ ہے کہ آئے روز جو نت نئی طبی اکتشافات، تجربات، علاجات، امراض کی مناسب اور مفید جدید ادویہ اور بین الاقوامی درجے پر مقرر ہونے والے معیار (Stander)، سے ہر وقت واقفیت رکھنا۔ اور اللہ تعالی کا بھی فرمان ہے:

''وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا'' [19]

''اور کہیے (اے ہمارے نبی ﷺ) اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما''

ہاں یہ بات یاد رہے کہ ان علوم کا کسی خاص قابل اعتماد عالمی ادارہ صحت کی طرف سے شائع ہونا اور پھر میڈیکل شعبے سے متعلقہ ٹیم کا ان علوم کے مفید ہونے کی گواہی دینا، جو کہ طویل تجربات کی بنا پر مبنی ہو، ضروری ہے[20]۔ اور اگر اس کے ساتھ ساتھ میڈیکل آفیسر علم رقی (دم)، جادو، سایہ[21] کے علوم سے بھی واقف ہو تو اس سے اس کی علمی قابلیت میں اضافہ ہو جائے جس سے وہ خاص قسم کی روحانی امراض اور عام بدنی امراض میں آسانی سے فرق کر سکے گا۔

1- عملی و تطبیقی (Practical Aspects) پہلو:

یہ وہ علوم ہیں جو آئے روز نئی نئی امراض کے علاجات سے جنم لے رہے ہیں، نئے ہوں یا پرانے، ان کی پریکٹس کسی مستند ماہر میڈیکل آفیسر کی نگہبانی (Supervision)، میں ضروری ہے، یا ایسی ورکشاپس میں حاضر ہو کر تجربات پر مبنی علم حاصل کرنا ضروری ہے جن کی ضرورت ہے اور وہ اس کے پیشے سے متعلقہ بھی ہے۔

i. شرعی علوم:

شرعی علوم میں سے جن علوم کا حاصل کرنا ضروری ہے وہ یہ ہیں:

- **عقیدے کا علم:**

اس کا موحد ہونا ضروری ہے، اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تعالی زندگی دینے والا اور موت دینے والا ہے اور ایک میڈیکل آفیسر کا کام صرف اور صرف اپنے کام کو اچھے طریقے سے ادا کرنا ہے۔ نہ کہ قطعی طور پر مریض کو شفا دینا ہے۔

- **فقہی احکام کا علم**

عقیدے کے علم کے ساتھ ساتھ ایک میڈیکل آفیسر کے لئے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ جس مرض کا وہ علاج کر رہا ہے اس کا عبادات پر کیا اثر ہو سکتا ہے، آیا ایسی مرض سے مریض نمازوں کو جمع کر سکتا ہے؟ کیا روزہ چھوڑ سکتا ہے؟ اسی طرح یہ بات بھی جاننا ضروری ہے کہ اگر دوران آپریشن میں غلطی ہو گئی تو اس کا کیا نتیجہ ہو گا؟ اسی ضرورت، حاجت، چھوٹے نقصان کا ارتکاب کر کے

بڑے نقصان سے بچنے کے ضوابط، مصالح اور مفاسد کا علم وغیرہ جاننا بہت ضروری ہے۔ تاکہ اسے معلوم ہو کہ جیسے اضطراری حالت میں حرام کو حلال کیا گیا ہے اسی طرح جن صورتوں میں علاج کرنا درست نہیں، جیسے کوئی مرد کسی عورت کا علاج کرے وغیرہ، ان صورتوں میں اضطراری حالت میں ایک مرد کسی عورت کا علاج کر سکتا ہے۔

نمبر2- عملی(Practical)، تدابیر:

صرف علمی تدابیر میڈیکل شعبے میں کامیابی کے لیے کافی نہیں، بلکہ عملی تدابیر بھی بہت ضروری ہیں۔ کیونکہ موجودہ دور میں نت نئی امراض کے جنم لینے سے جن علاجات نے جنم لیا ہے اور ان امراض و علاجات کے جو سلبی اور ایجابی نتائج ہیں ان کے مطابق ایک میڈیکل آفیسر کا عملی طور پر مختلف تدابیر اپنانا ضروری ہے اس لئے کہ غفلت کی وجہ سے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب ہو سکتا ہے اور کسی کی جان جا سکتی ہے، چنانچہ صرف طبی علوم کا ہونا کافی نہیں بلکہ عملی تدابیر کو اپنانا بھی ضروری ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ دوسروں کی حفاظت :

عام حالات میں ایک مسلمان کا دوسروں کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے، لیکن جب شعبہ ہی ایسا ہو کہ اس میں ذرا سی غفلت بہت بڑے نقصان کا سبب بن سکتی ہے تو وہاں اس حفاظت کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ ایک میڈیکل آفیسر سے دوران علاج ایک مریض کی حفاظت کرنا اور بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ کئی مرتبہ ایک چھوٹی سی غلطی کسی مریض کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔

چنانچہ اس حوالے سے علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ "ایک عاقل کے لیے جس قدر ممکن ہو احتیاط برتنی چاہیے اور اس احتیاط کی تیاری کرنا واجب ہے اور یہ ہر حالت میں ضروری ہے"[22]۔

اور اسی طرح فقہا نے یہ معیار مقرر کیا ہے کہ:

''أن كل من تسبب لمسلم في الضرر ؛ بعدم تحرزه ، أو لإهماله أو تفريطه ، ملزما بالتعويض ، لتعديه بترك التحرز'' [23]

''جو کوئی کسی مسلمان کو نقصان دینے کا سبب بنے گا؛ احتیاط نہ برتنے کی وجہ سے، غفلت کی وجہ سے یا زیادتی کی وجہ سے اس پر اس عدم احتیاط کی وجہ سے اس نقصان کو پورا کرنا ضروری ہوگا''

لہذا ایک میڈکل آفیسر کے لیے مریض کے بارے میں بہت زیادہ احتیاط کرنے، اس کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ علم طب میں مقرر شدہ قوانین کے مطابق علاج کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اگر کوئی نقصان ہو بھی جائے اور اس کا ارادہ نقصان پہنچانے کا نہ ہو تو اس کو ضامن نہیں قرار دیا جائے گا، اور اگر اس نے احتیاط نہیں کی بلکہ غفلت برتی ہے تو ذمہ دار ہوگا[24]۔ اور میڈیکل آفیسر سے احتیاط اس چیز میں مطلوب ہے کہ علم طب میں مقرر شدہ قوانین کی پیروی کرے اور طبی آلے کو صحیح استعمال کرے۔ یہ دونوں کام مندرجہ ذیل مراحل میں بھی اختیار کیے جائیں گے:

- مرض کے تشخیص کے مرحلے میں اور اس مرض کی تشخیص کے لیے مقررہ وسائل کو استعمال کرنے کا مکمل علم ہو۔
- مرض کی دوا تجویز کرنے میں مکمل احتیاط سے کام لے: مریض کی عمر، حالت - کہ آیا وہ کسی اور مرض کی دوا تو نہیں استعمال کر رہا؟ جیسے دل، شوگر کے مریض وغیرہ، - کے مطابق دوائی تجویز کرے۔

- دوائی کا طریقہ استعمال، اوقات کار، مقدار صحیح طریقے سے بیان کرے، ساتھ ساتھ یہ بات کہ اگر دوائی استعمال کرنے سے حالت مزید خراب ہو تو کیا کیا جائے، مریض کو ضرور بتایا جائے۔
- آپریشن کے وقت تمام آلات آپریشن، جن کی دوران ضرورت پڑ سکتی ہے، ساتھ رکھے۔ وقفے وقفے سے مریض کی نبض چیک کرتا رہے، تاکہ مریض کی حالت سے واقف رہے۔
- علاج کے بعد مریض کو تمام احتیاطی تدابیر سے آگاہ کرے تاکہ آپریشن کامیاب ہو سکے اور مثبت نتائج مرتب ہو سکیں۔

۲۔ زیادہ عجلت اور زیادہ تاخیر سے کام نہ لے:

مریض کا علاج کرنے میں کوئی بھی اقدام کرنے میں نہ زیادہ جلدی سے کام لے اور نہ زیادہ تاخیر سے۔ بلکہ درمیانی حالت اپنائے۔ نہ اتنی جلدی کرے کہ میڈیسن (Medicine)، یا انجیکشن (Injection)، کی جگہ آپریشن کر دیا اور مریض آپریشن کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو جائے، اور نہ ہی اتنی تاخیر کرے کہ مرض اور علاج کا علم ہونے کے باوجود اتنی تاخیر کر دے کہ مریض چل بسے، بلکہ درمیانی حالت اپنائے تاکہ کامیاب علاج کر سکے۔ اور یہی بات نبی کریم ﷺ نے اشج عبد القیس کو فرمائی تھی:

''إن فيك خصلتين يحبهما الله الحلم والأناة'' [25]

''یقیناً تمہارے اندر دو خوبیاں ہیں جن کو اللہ تعالی بہت پسند فرماتا ہے بردباری اور صبر و تحمل''

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"التأني من الله والعجلة من الشيطان" [26]

''صبر و تحمل اللہ کی طرف سے ہے جبکہ جلدی شیطان کی طرف سے''

چنانچہ جس طرح میڈیکل آفیسر کو کسی مرض کے علاج معالجہ اور دوائی کی تجویز میں جلدی نہیں کرنی چاہیے اس طرح اسے اتنی تاخیر نہیں کرنی چاہیے کہ مریض کو علاج کی فوری ضرورت کے باوجود وہ اس کا علاج نہیں کر رہا اور مریض فوت ہو جائے۔

۳۔ غفلت سے کام نہ لے:

ایک میڈیکل آفیسر کا اپنے شعبے میں اور مریض کا علاج کرتے وقت ایکٹو (Active) ہونا بہت ضروری ہے، تاکہ وہ اپنے طبی علوم سے بروقت فائدہ اٹھاتے ہوئے مریض کا علاج کر سکے، چنانچہ اس کی غفلت مریض کی موت کا سبب بن سکتی ہے اور نتیجۃً وہ اس کا ذمہ دار بھی ہو گا، لہذا عملی تطبیق اپناتے ہوئے ایکٹو ہو کر رہے اور غفلت کا شکار نہ ہو۔ کیونکہ ایسی حالت میں وہ اپنے علوم کا استحضار بھی نہیں کر سکتا۔ اور یہ غفلت ونسیان ایک ایسا سبب ہے جس کی بنا پر اگر کوئی نقصان واقع ہو جائے تو میڈیکل آفیسر اس کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔

نمبر3- اخلاقی تدابیر:

دین اسلام کو اپنی اخلاقیات کی وجہ سے ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے، چنانچہ یہ ہر پہلو میں اخلاقی طور پر کامل ہونے پر زور دیتا ہے۔ طبی پہلو بھی اس میں شامل ہے کیونکہ ایک میڈیکل آفیسر کے عمل سے ایسے آثار مرتب ہوتے ہیں جو انسانی جان پر واقع ہوتے ہیں، اور اس کی حفاظت شریعت کے مقاصد میں شامل ہے۔ لہذا میڈیکل شعبے میں کام کرنے والوں کا مندرجہ ذیل اخلاقیات کا حامل ہونا ضروری ہے:

- **عادل و مسلمان ہونا:**

ایک میڈیکل آفیسر اور اس کے سٹاف کے لئے اللہ پر ایمان لانا اور اس کے اوامر و نواہی پر کما حقہ عمل کرنے کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن میں اس سے ہر وقت ڈرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اس کا کام صرف دنیا کمانے کے لیے نہیں، بلکہ یہ عبادت ہے؛ کیونکہ اس سے مریض کو مرض سے نجات ملتی ہے اور شریعت کے مقاصد کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی چاہیے کہ اپنے تمام کام میں اپنے علم اور تجربات کی بجائے اللہ پر توکل کرے۔ اور لیڈی ڈاکٹر کو شرعی حجاب پہننے، جاہلی زینت و تبرج سے بچنے کے ساتھ مخلوط نظام سے بچنا بھی ضروری ہے۔

- **اچھی صفات سے متصف ہونا:**

دین اسلام آدمی کے بچپن سے ہی اس کی شخصیت میں نکھار پیدا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور میڈیکل آفیسر تو مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کی جانوں کی حفاظت جیسے مقدس شعبے سے تعلق رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اسلامی اخلاق اور اچھی صفات کو بھی اپنائے، کہ اس کے کام سے اور اس کے علاج سے وہ اخلاقیات ظاہر ہوں مثلاً:

- **سچائی والا معاملہ کرے:** مرض کی تشخیص اور دوائی کی تجویز میں سچ بولے۔
- **امانتداری کا ثبوت دے:** علم ایک امانت ہے جو کہ صاحب علم کے پاس امانت کی حیثیت سے ہوتا ہے، چنانچہ میڈیکل آفیسر کے پاس علم طب ایک امانت ہے اسے چاہیے کہ اس علم کو ذمہ داری کے ساتھ آگے پہنچائے، کیونکہ وہ اپنی غلطی کے نتائج کا بھی ذمہ دار ہے لہذا امانتداری سے کام لے تاکہ غلطی کے وقوع کا اندیشہ ہی نہ ہو یا کم از کم ہو۔
- **نصیحت سے کام لے:** میڈیکل آفیسر کو چاہیے کہ مریض کو نصیحت بھی کرے، گناہوں کا انسانی بدن پر اثر ہوتا ہے، جس سے امراض جنم لیتی ہیں، جیسے زنا، شراب، وغیرہ، لہذا اس انداز سے مریض کو نصیحت کرے کہ وہ ہر قسم کے گناہوں سے بھی باز آجائے اور اس کی مرض کا علاج بھی ہو سکے۔ اور دین اسلام تو نام ہی نصیحت کا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "الدين النصيحة" قلنا لمن؟ قال : " لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلين وعامتهم" [27] (دین نصیحت کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا: کہ کس کے لیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مومنوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کے لیے)۔
- **قناعت اختیار کرنا اور طمع و لالچ سے بچنا:** ایک میڈیکل آفیسر کی اخلاقیات میں سے یہ بھی ہے کہ مریض کا استحصال نہ کرے، اس کو اپنی زندگی میں پیسہ کمانے کا آخری مریض نہ سمجھے، اور مال بٹورنے کو اپنے مطمع نظر نہ بنائے، بلکہ اپنا مقصد صرف اور صرف یہ رکھے کہ اس کی جان کی حفاظت ہو جائے اور شریعت لے بنیادی مقاصد میں سے بدن کی حفاظت ہو سکے۔ اس کو مادی حصول کی بجائے وہ مریض جو مستحق ہیں ان کا علاج مفت بھی کرنا چاہیے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:" رحم الله عبدا سمحا اذا باع سمحا اذا اشترى سمحا اذا اقتضى" [28](اللہ تعالی رحم فرمائے ایسے آدمی پر جو خرید و فروخت کرتے وقت اور اپنے حق کا مطالبہ کرتے وقت اپنا حق معاف فرما دیتا ہے)

- **تواضع وانکساری اختیار کرے اور عجب و فخر سے محفوظ رہے:** ایک میڈیکل آفیسر کا کسی مریض کے علاج کے وقت تواضع اختیار کرنا، کہ اللہ سے مدد مانگے اور دوسروں سے، جو اہل علم اور صاحب تجربہ ہیں ان سے مشورہ کرے، بھی ضروری ہے، کیونکہ علم کے سبب کبھی انسان عجب و فخر کا شکار ہو جاتا ہے جو کہ اچھی عادت نہیں ہے، بلکہ اسے اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ تواضع اختیار کرنے سے انسان کے اندر اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے جس کی بدولت طبیب کے ہاں مریض کا علاج کرنے سے مطمع نظر مادی حصول نہیں بلکہ شریعت کی حفاظت اور دوسروں سے ہمدردی کا پہلو پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کا خوف ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث:

موجودہ دور میں میڈیکل شعبے کے اندر جس قدر ترقی ہوئی ہے دنیا حیران ہو کر رہ گئی ہے کہ ایسے طریقہ علاج بھی تلاش کر لیے گئے ہیں جن کا انسان نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا، لیکن جیسے جیسے اس شعبے میں نت نئی بیماریوں کے جنم لینے سے نئے نئے طریقہ علاج دریافت ہوئے ہیں اسی طرح ان میں غلطی کے مواقع بھی بڑھ گئے ہیں، چنانچہ کتنے ایسے مریض ہیں جو میڈیکل ڈاکٹرز کی غلطیوں کی وجہ سے آج ہمیشہ کی نیند سوئے ہوئے ہیں۔ لیکن طبی شعبے کا اصل مقصد مریضوں کو موت کے گھاٹ اتارنا نہیں بلکہ ان کا صحیح علاج کرنے میں اپنی مکمل کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ غلطی کے ان تمام اسباب، جن کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کا میڈیکل آفیسرز کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے، سے اپنی استطاعت کے مطابق بچنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ وہ تدابیر جو میڈیکل آفیسرز کو کسی بھی مریض کا علاج کرتے وقت غلطی میں واقع ہونے سے بچا سکتی ہیں ان میں علمی، عملی اور اخلاقی تدابیر جو بیان کی گئی ہیں میڈیکل آفیسرز کو بہت زیادہ حد تک بچانے میں مدد ومعاون ثابت ہوں گی، ان شاء اللہ۔ جن کو اپنا کر نہ صرف کسی قسم کی طبی غلطی سے بچا جا سکتا ہے بلکہ میڈیکل شعبے کی اصل روح، جو کہ دوسروں کا تعاون، مریضوں سے ہمدردی، اللہ کا خوف حاصل کرنا، شرعی مقاصد کی حفاظت جیسے مقدس مقاصد بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات:

[1]- اعلام الموقعین 4/122۔

[2]- ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، ج 1 ص 65، دار صادر بیروت؛ أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني، معجم مقاييس اللغة، ج 2 ص 198، دار الفکر وغیرہ۔

[3]- سورۃ احزاب 5۔

[4]- ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد، الكافي في فقه أهل المدينة المالكي ج 2 ص 1106، مكتبة الرياض الحديثة، الرياض، المملكة العربية السعودية۔

[5]- الزركشي، أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر، البحر المحيط في اصول الفقه ج 1 ص 352 مكتبة الخانجي - القاهرة۔

[6] أ محسن عبد الحميد، خطا الطبيب الموجب للمسؤولية المدنية ص 8، جامعہ کویت۔

[7] ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، ابو عمر، الاستذكار، ج 8 ص 62. تحقیق سالم محمد عطا، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

[8] اشرف جابر، التأمين من المسؤولية المدنية للأطباء، د. ص 60. طبعة دار النهضة العربية 1999م۔

[9]- دیکھئے: ڈاکٹر شنقیطی، احکام الجراحہ الطبیۃ ص 329۔

[10]- دیکھئے: احکام الجراحہ الطبیۃ ص 221 – 222۔

[11]- الماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص 70۔

[12]- صحیح بخاري كتاب العلم باب من سئل علما وهو مشتغل في حديثه، فأتم الحديث ثم أجاب السائل، حديث 59۔

[13]-غیاث الامم فی التیاث الظلم، ص169۔

[14]-ڈاکٹر رفیق یونس مصری، اصول الاقتصاد الاسلامی ص89۔

[15]-سورۃ اسرا:36۔

[16]-عبد القادر عودہ، تشریع اسلامی 1/523۔

[17]-ہانی بن عبد اللہ الجبیر، الاخطا الطبیہ فی میزان القضا، مجلۃ العدل السعودیہ، العدد الثانی والعشرون، 1425ھ۔

[18]-ایضا۔

[19]-سورہ طہ 114۔

[20]-ہانی بن عبد اللہ الجبیر، الاخطا الطبیہ فی میزان القضا، مجلۃ العدل السعودیہ، العدد الثانی والعشرون، 1425ھ۔

[21]-یہ وہ روحانی امراض ہیں جیسے نظر بد، جادو وغیرہ، جن سے انکار ممکن نہیں۔

[22]-صید الخاطر ص458۔

[23]-التعویض عن الضرر، بوساق ص115۔

[24]-تشریع الجنائی 1/436۔

[25]- صحیح مسلم، کتاب الاینان، باب الامر بالایمان باللہ۔۔۔۔۔ حدیث 17۔

[26]- سنن بیہقی، باب التوقی عن الفتیا والتثبت فیہا، حدیث نمبر 817۔

[27]-مسند احمد، مسند ابو ھریرۃ، حدیث 7941۔

[28]-سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، بَابُ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ 2203۔